تصریحات

آج کل ملک میں پرائیویٹ شریعت بل زیرِ بحث ہے۔ اخبارات میں قریباً روزانہ ہی موافقت و مخالفت میں مضامین آ رہے ہیں۔

اس بل کی حمایت میں لکھنے والے اور حمایتی افراد اسے اسلام اور کفر کا مسئلہ بنائے ہوئے ہیں ان کا صاف صاف کہنا یہ ہے کہ اس بل کی مخالفت صرف جاگیردار، سرمایہ دار، سامراج کے ایجنٹ اور لادینیت پسند کر رہے ہیں۔ حمایتی افراد کا یہ پروپیگنڈہ محض تعصب اور دھونس کے علاوہ کچھ بھی نہیں جبکہ مخالفت کرنے والوں کا کہنا یہ ہے کہ اس بل کو چند درج ذیل وجوہ کی بناء پر پاس نہیں ہونا چاہیئے۔

(ا) یہ بل شریعت کے مفہوم کو غلط انداز میں پیش کر رہا ہے جس کی وجہ سے دین میں تحریف اور انکارِ ختمِ نبوت کا خدشہ ہے کہ شریعت صرف کتاب و سنت کا نام ہے جبکہ اس بل میں فقہاء و آئمہ کی آراء و فقہ کو شریعت قرار دیا گیا ہے اور پھر آئمہ و فقہاء کا تعین بھی نہیں جس کی وجہ سے ہر گروہ اپنی اغراض و مفاد کے لیے اپنے آئمہ و فقہا اور ان میں بھی صرف انکو اہمیت دے گا جن کی فقہ و آراء فائدہ مند ہوں گی۔ جس کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں میں مزید انتشار پھیلے گا۔

(ب) یہ بل ایک خاص فقہ کے نفاذ کے لیے پیش کیا گیا ہے (جیسا کہ بل پیش کرنیوالوں کے بعد کے بیانات سے ظاہر ہے)

ایک مخصوص گروہ نے محض اپنی سیاسی مضبوطی اور فائدے کے لیے پیش کیا ہے دگرنہ حکومتی شرعی بل ہی کافی تھا۔ اگر اس سرکاری بل میں کوئی ردّوبدل درکار تھا تو

اس پر بحث مباحثے کے ذریعے اثر انداز ہوا جا سکتا تھا

(د) یہ بل حکومت کے استحکام کے لیے پیش کیا گیا ہے اور حکومت ہی کی ایماء پر اس کی تشہیر کی گئی ہے اور حکومت ہی کی ایما پر اس کے لیے مظاہرے ہو رہے ہیں۔ تاکہ یہ باور کرایا جا سکے کہ فوج کے ساتھ ساتھ ہمیں اسلام کی حامی پارٹیوں کی حمایت بھی حاصل ہے۔

(ہ) یہ بل ایک سفارش سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا یہ بات یقینی نہیں کہ اس کے پاس ہونے کے بعد بھی اس کو بطورِ قانون نافذ کیا جائے گا اس خدشے کو تقویت موجودہ حکومت کے ۱۰ سالہ دورِ حکومت اور اسلامی دعووں کے علی الرغم کردار سے ملتی ہے

(و) اس بل کی وجہ سے قرارداد مقاصد اور علماء کے متفقہ بائیس نکات کا وجود خطرے میں پڑ جائے گا

(آج تک جب بھی اسلام کے نفاذ کے مقابلے میں فرقہ بندی کا حوالہ دیا گیا تو اس کا جواب علماء کے متفقہ بائیس نکات کے حوالہ سے دیا گیا ہے)

نیز اگر حکومت اسلام نافذ کرنے میں مخلص ہو تو نظریہ پاکستان، قرارداد مقاصد علماء کے بائیس نکات، ۱۹۷۳ء کا آئین اور موجودہ حکومت کی (عظیم دھاندلی والا) بلفرنڈم ہی کافی ہے

بہرحال اس بل کے لیے ہر جماعت نے کوئی نہ کوئی بیان دیا، اور ملک کی قریباً سبھی پارٹیوں اور جماعتوں نے (سوائے ایک پارٹی اور چند افراد کے) اس کی مخالفت کی ہے۔

جماعت اہل حدیث نے اس بل کے بارے میں جماعتی سطح پر جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مجلسِ عاملہ کے اجلاس منعقدہ ۳۱ اگست ۱۹۸۶ء میں کافی غور و خوض کے بعد واضح مؤقف کا اعلان کیا جسے حضرت علامہ احسان الٰہی صاحب ظہیر ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث پاکستان نے ۲ ستمبر کو ایک پریس کانفرنس میں عام کیا۔ ہم اس کو بعینہٖ یہاں نقل کر رہے ہیں

حضرت علامہ صاحب نے فرمایا۔

جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مجلسِ عاملہ کا جو اجلاس مولانا محمد عبداللہ امیر جمعیت کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس کی آخری نشست میں مجوزہ، شریعت بل پر اور اس کے تمام

پہلوؤں اور متعلقات پر تفصیلی غور و خوض کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ شریعت بل کے بارے میں ظاہر کی جانے والی مختلف آراء اور اس کے متعلق لکھے جانے والے مختلف مضامین کا بھی جائزہ لیا گیا۔

جمعیت اہل حدیث پاکستان کی رائے میں مجوزہ شریعت بل کے بارے میں جس قدر پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ اسے نفاذ شریعت کے لیے سنگِ میل قرار دیا جا رہا ہے اور اس کے نفاذ اور عدم نفاذ کو جس طرح کفر و اسلام کی جنگ قرار دیا جا رہا ہے واقعاتی اور حقیقی نقطۂ نظر سے اس کی کوئی اہمیت اور حیثیت نہیں ہے کیونکہ جس حکمران طبقے نے شرعی حدود کو آرڈیننس کے ذریعے نافذ کرنے کے باوجود اور اسے قانون کی شکل دینے کے باوصف نہ صرف اسے نافذ نہیں کیا بلکہ اس کا تمسخر اڑایا اور انہیں ایک مذاق بنا کر رکھ دیا ہے اس طبقے سے کسی صورت یہ توقع نہیں رکھی جا سکتی کہ مجوزہ شریعت بل جسے صرف ایک تجویز کی حیثیت حاصل ہے اس کے پاس ہونے سے بنیادی تبدیلی رونما ہو جائے گی۔

جمعیت اہل حدیث پاکستان کے خیال میں اصل اہمیت ارادے اور نیت کو حاصل ہے۔ جب کسی کام کے کرنے کا املاد ہی نہ ہو اور اس کے لیے نیت ہی درست نہ ہو تو وہ کام کبھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور موجودہ حکمران طبقے نے ۹ سال کے اپنے مسلسل طرزِ عمل سے اس بات کو واضح طور پر ثابت کر دیا ہے کہ وہ اس ملک میں اسلام نافذ کرنے میں مخلص نہیں ہے اور وہ اسلام کو صرف ایک نعرے کے طور پر اس طرح استعمال کر رہا ہے جس طرح کہ سابقہ دور میں سوشلزم اور دیگر نعروں کو استعمال کیا گیا تھا۔ دگرنہ جنرل محمد ضیاء الحق جنہیں آٹھ سال تک مکمل اور ہمہ جہتی حکومتی اور انتظامی اختیارات حاصل تھے انہیں کس نے اسلام کے عملی نفاذ سے روکا اور اس پر انہیں ٹوکا تھا۔ آج وہ شریعت بل کے لیے لوگوں کو تحریک چلانے کی انگیخت کرتے ہیں کیا ان کی یہ انگیخت بذاتِ خود ان کی نیت کے درست ہونے کے منافی نہیں اگر ان کے دل میں شریعت کا اتنا ہی احترام، اس کا اتنا ہی پاس اور اس کے لیے اتنی ہی تڑپ موجود تھی تو انہوں نے اپنی نامزد کردہ شوریٰ سے اس طرح کا بل پاس کروا کے کیوں اسے اس ملک میں نافذ نہیں کیا ؟

دراصل وہ اس مجوزہ بل کی حمایت کر کے بھی لوگوں کے اندر اپنے بارے میں خوش فہمی یا غلط فہمی پیدا کرنے کے خواہاں ہیں کہ لوگ یہ سمجھیں کہ وہ شریعت کے نفاذ کے لیے کتنی گہری تڑپ رکھتے ہیں اور اس طرح سے وہ ایک دوہرا کھیل کھیل رہے ہیں تاکہ وہ دوسری طرف اپنی ہی بنائی ہوئی حکومت کو بھی ہراساں کرسکیں کہ ان کے پاس فوجی قوت وطاقت کے علاوہ عوامی اسلامی قوت و طاقت بھی موجود ہے جبکہ یہ بات بھی آشکارا ہے کہ موجودہ مارشل لاء کے زمانے میں مارشل لاء حکومت کے فیصلوں کے ماتحت ایسے غیر شمار غیر شرعی اور غیر اسلامی قوانین کو تحفظ دیا گیا ہے جو قرآن وسنت کے صریحاً منافی اور احکام خداوندی سے کلی طور پر متصادم ہیں جن کی کھلی مثال عائلی قوانین اور دیگر مالیاتی معاملات ہیں جن کو مارشل لاء کے تحت تحفظ دیا گیا، اسی طرح کئی ایسے احکامات جاری کئے گئے جن سے اسلام کی ازلی اور ابدی قوانین کا مضحکہ اڑایا گیا جن میں گھڑ دوڑ کی بحالی اور اس پر جوئے کی کھلی اجازت اور اسی طرح بڑے ہوٹلوں میں شراب کی کھلے بندوں فروخت اور اس کے لیے نئی دکانوں کا اجراء بھی شامل ہے کہ جن پر بھٹو دور حکومت میں عوامی مطالبے پر پابندیاں لگائی گئی تھیں۔

اس حکومت کی اسلام دوستی اور شریعت پسندی کا ایک کھلا مظاہرہ سود کی باقاعدہ پشت پناہی اور اس کے فروغ کے لیے نئی نئی قسموں کے اجرا اور اس سے زکوٰۃ کی استثنائی صورت کے احکامات سے بھی ہوتا ہے جب کہ فوجی صدر اور موجودہ حکومت جو کہ مارشل لاء ہی کا ایک تسلسل ہے نے بارہا قوم سے اس بات کا عہد کیا ہے کہ ملک سے سود کو مکمل طور پر ختم کر دیا جائے گا اور اس کے لیے ماضی میں کئی دفعہ تاریخوں کا بھی تعین کیا جا چکا ہے اور پوری قوم ملاحظہ کر چکی ہے کہ ان اعلانات اور بیانات نے سود کے فروغ میں ہی کردار ادا کیا ہے اس کے خاتمے کے لیے کچھ نہیں کیا اور پھر یہ بھی موجودہ حکومت کا ہی کارنامہ ہے کہ اس نے بذریعہ اخبارات اور عام اعلانات اپنے لیے ایک ایسا اختیار حاصل کیا اور اسے استعمال کیا ہے جو کسی پیغمبر اور نبی کو بھی حاصل نہیں اور وہ ہے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کا اور کسی کو فرائض سے مستثنیٰ کرنے کا۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ اس حکومت نے اس خصوصی اختیارات جو شانِ خدا

نے انہیں کسی نئی وحی کے ذریعے عطا کئے تھے کچھ لوگوں کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ کرنے کا برسرِعام اعلان کیا ہے اور ہمیں اس بات پر تعجب ہے کہ جمعیت اہل حدیث پاکستان اور اس کے علمائے کرام کے سوا شائد ہی کسی دوسرے عالم دین نے اس پر احتجاج کیا ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معمولی معمولی چیزوں پر شور مچانے والے صرف اسے سیاسی ہتھکنڈے کے طور پر استعمال کرتے ہیں شریعت اور دین کی بیخ کنی پر انہیں کوئی رنج یا ملال نہیں ہوتا بالکل اسی طرح جس طرح قاتلین عثمان اور قاتلین حسین، داماد رسول اور نواسۂ رسول کو شہید کرنے کے بعد اس مسئلے پر پریشان دکھائی دیتے تھے کہ حدود حرم میں مچھر مارنا جائز ہے یا نہیں۔

ان مذکورہ بالا وجوہات کی بنیاد پر جمعیت اہل حدیث پاکستان اس حکومت سے کسی اسلامی معاملے میں اچھائی کی توقع نہیں رکھتی اور یہ سمجھتی ہے کہ شریعت بل کا سارا معاملہ صدر صاحب کے ایماء پر صرف سیاسی اثر ورسوخ حاصل کرنے اور اپنی ہی بنائی ہوئی حکومت کو ڈرانے دھمکانے کے لیے کھڑا کیا گیا ہے۔

جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مجلسِ عاملہ کا اجلاس اس بات پر بھی اپنے تعجب کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ موجودہ حکومت اور صدر صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ قراردادِ مقاصد کو دستور کا حصہ بنا دیا گیا ہے وہ قراردادِ مقاصد جو اس ملک میں کتاب وسنت کے نظام کے لیے سارے مکاتب فکر کے اکابر اور جید علماء کی تجویز وتائید سے منظور ہوئی اور علمائے کرام کے بائیس نکات جو کتاب وسنت کے نفاذ کے لیے راہنما اصول کے طور پر کئے گئے ان کے ہوتے ہوئے کسی اور شریعت بل کے پیش کرنے کی ضرورت کیوں محسوس کی جا رہی ہے جس کی حیثیت بھی آئین کے ایک حصے کی نہیں بلکہ ایک سفارش کی ہوگی۔ جو لوگ آئین کے ایک حصے یا اس کے مقدمے میں درج کی ہوئی قرارداد مقاصد کی پرواہ نہیں کرتے کیا ان سے یہ توقع رکھی جا سکتی ہے کہ وہ ایک سفارشی بل کی منظوری پر شریعت نافذ کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور ہم سادہ لوح دوستوں کو کیا کہیں جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واضح فرمان کے باوجود کہ مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جا سکتا۔ پھر اس سوراخ میں اپنا ہاتھ دینے کو آمادہ وتیار نظر آتے ہیں۔

۵ میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

اسی بنا پر ملک کے مسلم فرقوں اور گروہوں کے علماء نے بھی اس کی مخالفت کی اور اسے فریب قرار دیا ہے مثلاً مولانا فضل الرحمٰن اور جمعیت علمائے اسلام کے دوسرے علماء، اور مولانا شاہ احمد نورانی اور جمعیت علمائے پاکستان کے دوسرے علماء اس اہم ترین تنبیہ کے بعد جمعیت اہل حدیث پاکستان یہ ضروری خیال کرتی ہے کہ کوئی خودغرض اور مطلب پسند گروہ جمعیت کی اس واضح، ٹھوس اور حقیقت پسند پالیسی کو اپنے ذاتی اغراض کا نشانہ نہ بنا سکے اور اس سلسلے میں شریعت کے نفاذ کے لیے جمعیت پر کسی گریز کا الزام نہ رکھ سکے ہم واضح طور پر اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ مذکورہ بالا وجوہات کی بنیاد پر اس حکومت سے کسی قسم کی اسلام دوستی اور معقولیت کی توقع نہ رکھنے کے باوجود اور اس شریعت بل کو خالصتاً ایک سیاسی ہتھکنڈہ سمجھنے کے باوصف ہم مجوزہ شریعت بل کی حمایت کے لیے صرف اس وقت آمادہ و تیار ہو سکتے ہیں جب کہ خود بل کے اندر موجود بعض شقوں میں تبدیلی کر دی جائے اس لیے کہ:۔

۱۔ شریعت بل کی دفعہ ۲ میں شریعت کی تعریف کے لیے شق الف اور ب ہی کافی ہیں اور اس کی شق ج اور د نہ صرف یہ کہ ہمارے لیے کسی طرح بھی قابلِ قبول نہیں بلکہ خود شق الف کے الفاظ کے منافی ہے۔

۲۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں بسنے والے سارے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں اور خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ شریعت ان پر مکمل ہو گئی ہے اور آپ کے بعد کسی کی بات چاہے وہ کتنا ہی مقدس اور محترم کیوں نہ ہو شریعت نہیں ہو سکتی اور اگر کسی بڑے سے بڑے کی بات کو بھی شریعت تسلیم کر لیا جائے تو پھر صاحبِ شریعت کے منصب ختم رسالت و شریعت کا کوئی معنی باقی نہیں رہتا۔ اس لحاظ سے مجوزہ شریعت بل کی شق ج اور د نبی علیہ السلام کی ختم نبوت اور منصب امامت و رسالت کے بھی منافی ہے۔

(۳) پاکستان میں بسنے والے سارے مسلمانوں کا اگر کسی بات پر اتفاق و اتحاد ہو سکتا ہے تو وہ صرف سرورِ کائنات ہی کی ذات والا صفات ہیں اس لیے

قرآن وسنت کے علاوہ کسی دوسری چیز پر پاکستان کے مختلف طبقوں اور فرقوں کا اکٹھ اور اتحاد نہیں ہو سکتا۔

بنا بریں کتاب وسنت سب کے لیے قابلِ قبول ہیں اور یہ سب کا مشترکہ سرمایہ اور متاع ہے اس لیے پاکستان کے تمام دساتیر میں صرف اور صرف کتاب وسنت کا تذکرہ ہی کیا گیا ہے اور کسی چیز کا ذکر نہیں کیا گیا اور قرارداد مقاصد کا سرعنوان بھی کتاب وسنت ہی ہے اس کے سوا کچھ نہیں ہم سمجھتے ہیں شق ج اور د کی صورت میں بلاوجہ پاکستان کے کسی بھی مکتب فکر کو دور کرنے کا شاخسانہ نہیں کھڑا کرنا چاہیئے اس وجہ سے مجوزہ شریعت بل کے حامی اگر واقعی شریعت کے نفاذ میں مخلص ہیں۔ یا اس بل کو پاس کروانے کے لیے بے چین ہیں اور چاہتے ہیں کہ انہیں تمام مکاتب فکر کی تائید وحمایت حاصل ہو تو انہیں صرف کتاب وسنت پر اکتفا کرنا چاہیئے اور ہمیں یقین ہے کہ کوئی بھی شخص کتاب وسنت کو اپنی زندگی کے معاملات میں کافی ووافی سمجھنے سے انکار کرنے کی جرأت وجسارت نہیں کر سکتا۔

جمعیت کی مجلسِ عاملہ نے ان لوگوں کی شدید مذمت کی جو اس ملک میں فرقہ پرستی کو فروغ دینے کے لیے بلاوجہ کسی مخصوص فقہ کو لادینیت کے مقابلے میں استعمال کرتے اور اسے نہ ماننے کی صورت میں الحاد کے ڈراوے دیتے ہیں جب کہ لادینیت دین کی ضد اور نقیض ہے نہ کہ کسی فقہ کی۔

جمعیت اہل حدیث پاکستان کی عاملہ نے اعلان کیا کہ اگر اس مجوزہ شریعت بل سے شق ج اور د کو حذف کر دیا جائے تب تو اسے جمعیت اہلحدیث کی حمایت وتائید حاصل ہو سکتی ہے وگرنہ کوئی بھی اہل حدیث کسی فقہ کو شریعت قرار دینے کے منصوبے میں چاہے اس کی حیثیت سفارش ہی کی کیوں نہ ہو حصے دار نہیں بن سکتا بلکہ ملک بھر کے اہل حدیث اس سلسلے میں بھرپور صدائے احتجاج بلند کریں گے اور ملک کو فرقہ پرستی کے حوالے کرنے کی کسی کوشش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے جب کہ یہ ملک بدقسمتی سے پہلے ہی صوبائی عصبیتوں اور لسانی فتنوں میں الجھ کر کئی حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے جمعیت اہل حدیث یہ اپیل کرتی ہے کہ کسی موہوم اسلامی نظام کے نفاذ کی خاطر ملک کو فرقہ پرستی کی بھینٹ نہ چڑھایا جائے اور کتاب وسنت پر جو مسلمانوں کا اجماع ہے اسے برقرار رہنے

دیا جائے۔

اس شمارہ کی اشاعت ماہِ محرم الحرام میں ہو رہی ہے ماہِ محرم اسلامی سن (سنہ ھ) کا آغاز ہوتا ہے چاہیئے تو یہ کہ اسلامی سال کے آغاز پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے اور نئے سال میں گناہوں سے بچنے کی دعائیں مانگی جائیں اور ارادے باندھے جائیں مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمان کہلانے والے بعض لوگ ساری دنیا سے نرالا کام کرتے ہیں کہ (اسلامی سال کا آغاز) خلاف شرع رونے پیٹنے سے کرتے ہیں۔

ہر سال کی طرح اس سال بھی ماہِ محرم کی آمد کے ساتھ ہی توہمات، مبالغہ آرائی، قصص و حکایات اور من گھڑت واقعات و روایات کا ایک بازار گرم ہو جائے گا۔

بعض افراد لوگوں کے جذبہ ترحم اور نیکی سے غلط فائدہ مندی کے لیے ان کا بھلا کرنے کی بجائے انہیں باطل اور جھوٹے عقائد و افعال میں مبتلا کر دیں گے کہیں کسی بدعت میں مشغول کرکے کہیں کسی غیر شرعی حرکت میں مصروف کرکے۔ جگہ جگہ مجالس عزا قائم ہوں گی۔ واقعاتِ کربلا نہایت مبالغہ اور شد و مد سے بیان ہوں گے ایسے میں حقیقت سے زیادہ افسانہ بیانی سے کام لیا جائے گا بلکہ اکثر موضوع سے ہٹ کر صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے خلاف دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا جائے گا۔

اہل تشیع کے روایتی کردار کے علاوہ کچھ سنی حضرات بھی اپنے افسانوی وعظ و خطاب سے لاشعوری طور پر اہل تشیع کی تصدیق و توثیق کرتے ہیں ان کی تقاریر سے اہل تشیع کو تقویت ملتی ہے۔ عوام یہ سمجھتے ہیں کہ اہل تشیع واقعتاً اہل بیت کے محب ہیں اور یوں وہ ان کی طرف مائل ہونے لگتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اہل تشیع اپنے عقائد و نظریات کی وجہ سے اہل سنت اور جمہور ائمہ و مسلمین سے الگ تر ہیں صرف کربلا کے مبالغہ آمیز واقعات کو اہمیت دینے اور سنی واعظین کی غیر شعوری تصدیق کی وجہ سے وہ عوام میں مقام بنا رہے ہیں۔

حکومت بھی محرم الحرام کو صرف اہل تشیع کا مہینہ سمجھتی ہے اور انہیں کھل کھیلنے کی اجازت دے دیتی ہے، سنی علماء کو تقاریر کی اجازت نہیں ہوتی اور ذاکرین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف ہرزہ سرائی کرکے دل آزاری کا باعث بنتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اکثر جگہوں پر فسادات ہوتے رہتے ہیں۔

علمی لحاظ سے بھی ضرورت ہے کہ اسلامی و تاریخی واقعات اور فضائل و مناقب مبالغہ آرائی اور افسانوی دروغ سے پاک بیان کئے جائیں مگر ہمارے ہاں مرثیہ نگاری میں بیان شدہ غیر حقیقی، غیر تاریخی، تشبیہی، تلمیحی اور استعاراتی واقعات کو مزید نمک مرچ لگا کر بیان کیا جاتا ہے جبکہ مستند علماء کو صحیح واقعات بیان کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ بیان کرنے پر مقدمات میں الجھا دیا جاتا جس کی وجہ سے عوام غلط اور غیر صحیح واقعات و روایات کو ہی حقیقت سمجھے ہوئے ہیں۔

اسی طرح موضوع روایات وغیرہ کو بنیاد بنا کر شریعت کے نام پر غیر شرعی کاموں کو رواج دیا جاتا ہے مثلاً خصوصی بناؤ سنگھار، زیب و زینت رنگا رنگ کے طعام و ملبوس وغیرہ یا پھر جگہ جگہ سبیلوں کا لگانا، سیاہ رنگ کے کپڑے پہننا، سینہ کوبی کرنا، رونی صورت بنائے رکھنا۔ بالوں میں کنگھی نہ کرنا، منہ نہ دھونا۔ مرثیے پڑھنا وغیرہ وغیرہ

ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے علمائے حق پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ عوام کو حق سے آگاہ کریں خصوصیت سے اس ماہ کی رسوم و رواج پر توجہ دیں۔

(اللہ حامی و ناصر ہوں۔ آمین) (شفیق پسروری)

الاسلام ڈائری ۱۹۸۷ء

زیر ترتیب ہے۔ اس بار اس میں انقلابی تبدیلیاں لائی جا رہی ہیں۔ مشتہرین جلد رابطہ قائم کریں۔

ادارہ الاسلام ڈائری

۵۳۔ لارنس روڈ لاہور نمبر ۳